پاکستانی اُردو ناولٹ کا ارتقاء (۱۹۴۸ءتا ۲۰۱۶ء)

عرفان احمد خان، ریسرچ سکالر، پی ایچ۔ڈی اُردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور

Abstract

Evolution of Pakistani Urdu Novelette starts with Qudrat Ullah Shahab's novelette "Ya Khuda" ["Naya Dour", "Fasadaat Number", June, 1948]. This research study concludes that Pakistani novelettists have done beautiful and diverse experiments on methodologicaly and subjective level which has enabled Pakistani Urdu Novelette evolve as a strong genre and can be included in quality literature internationally. Journey of Pakistani Urdu Novelette's evolutions spans almost seven (7) decades.

پاکستانی اُردو ناولٹ کے ارتقائی سفر کا آغاز جون ۱۹۴۸ء میں کراچی سے شائع ہونے والے ادبی جریدے ''نیا دور'' کے ''فسادات نمبر'' میں قدرت اللہ شہاب کا ناولٹ : ''یا خدا'' شائع ہونے سے ہوتا ہے۔ قدرت اللہ شہاب ایک منجھے ہوئے ادیب تھے۔انہوں نے پاکستانی اُردو ناولٹ کو ایک شاندار آغاز فراہم کیا۔ اُن کے اس ناولٹ کو سمجھنے میں وقت لگا۔فوری طور پر اس کے حوالے سے قارئین اور نقاد دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ،لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ناولٹ اپنی اہمیت اور وسعت ثابت کرتا چلا گیا اور پھر اسے سمجھنے اور پسند کرنے والے اتنی اکثریت اختیار کر گئے کہ اس پر تنقید کرنے والے کہیں گم ہو کر رہ گئے۔ یوں تو اس کا موضوع ''فسادات'' ہے مگر اس میں اعلیٰ انسانی اقدار کے مٹ جانے کا نوحہ بین السطور بیان کیا گیا ہے۔انسان لالچ ،حرص اور ہوس کے زیر اثر کیا کچھ کر گزرتا ہے یہ اس ناولٹ میں بڑے دردناک انداز میں دکھایا گیا ہے۔

☆ قدرت اللہ شہاب (۱۹۴۸ء) ''یا خُدا''(۱)

اس ناولٹ کا مرکزی خیال اُن آنکھوں دیکھے واقعات سے اخذ کیا گیا ہے جو مصنف کو مجبوری کے عالم میں دُکھی دل کے ساتھ دیکھنے پر مجبور ہونا پڑا۔ یہ اصل میں انسانیت کا نوحہ ہے۔انسان، انسان کا دشمن کیسے بن جاتا ہے اور کس حد تک گر جاتا ہے یہی اس ناولٹ کی کہانی ہے۔

☆　عزیز احمد　(۱۹۴۹ء)　''ہوس''(۲)

عزیز احمد اس ناولٹ میں ایک آزاد خیال مصور کی کہانی بیان کرتے ہیں جو آرٹ میں تعلیم کے سلسلے میں اپنے ماموں کے گھر قیام پذیر ہے۔ اس دوران اُس کی آزاد خیالی جو رنگ لاتی ہے وہی اس ناولٹ کو اس کے متوقع انجام کی طرف لے جاتی ہے۔

☆　ابراہیم جلیس　(۱۹۵۰ء)　''چالیس کروڑ بھکاری''(۳)

ابراہیم جلیس نے ''چالیس کروڑ بھکاری'' میں بات تو ہندوستان کی بیان کی ہے مگر اسے پاکستان پر بھی منطبق کیا جا سکتا ہے کیونکہ دونوں ممالک کے حالات قریب قریب ایک سے ہیں۔ اس میں ایک امریکن ارب پتی جوڑے کی کہانی ہے جو ہندوستان کی سیر کو آتا ہے مگر یہاں کی غربت اور اس سے پیدا شدہ مسائل دیکھ کر افسردہ ہو جاتا ہے۔

☆　خاطر غزنوی　(۱۹۵۲ء)　''پھول اور پتھر''(۴)

خاطر غزنوی کی یوں تو پہچان ایک بڑے شاعر کی ہے مگر انہوں نے یہ ناولٹ بھی خوب لکھا ہے۔ قبائلی علاقے کے رسم و رواج اور وہاں رونما ہونے والے واقعات پر مشتمل یہ ایک سادہ مگر دلکش تحریر ہے۔

☆　اے حمید　(۱۹۵۳ء)　''جہاں برف گرتی ہے''(۵)

اے حمید کا قلم جادوئی ہے۔ وہ رومانویت کے تحریک کے زیرِ اثر لکھنے والے باثر ادیب ہیں۔ اُن کا یہ ناولٹ اُن کی دیگر تحریروں کی طرح پُرکشش اور خوبصورت اختتام کی خوبی لئے ہوئے ہے۔

☆　غلام عباس　(۱۹۵۴ء)　''گوندنی والا تکیہ''(۶)

غلام عباس کا تعلق لاہور سے ہے مگر وہ کچھ عرصہ برطانیہ میں بھی رہے۔ انہوں نے اس ناولٹ میں اپنے ماضی کو یاد کیا ہے اور انہیں ''گوندنی والا تکیہ'' جانے کیا کیا کچھ یاد دلاتا ہے۔ ماضی کی یاد جہاں انسان کو خوشی دیتی ہے وہیں دُکھی بھی کر دیتی ہے۔ انہی ملے جلے جذبات سے لبریز یہ ناولٹ قاری کو مسلسل اپنی گرفت میں رکھتا ہے۔

☆　سعادت حسن منٹو　(۱۹۵۵ء)　''بغیر عنوان کے''(۷)

سعادت حسن منٹو اُردو ادب کے سب سے بڑا افسانہ نگار ہیں۔ خاکہ نگاری میں بھی اُن کا کوئی ثانی نہیں۔ ''بغیر عنوان کے'' اُن کی واحد طویل تحریر ہے۔ اُن کا یہ ناولٹ، ناولٹ کی تاریخ کا حصہ تو ضرور ہے مگر اسے یادگار تحریر نہیں کہا جا سکتا۔

☆　اشفاق احمد　(۱۹۵۷ء)　''گڈریا''(۸)

اشفاق احمد نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز افسانہ نگاری ہی سے کیا تھا اور ابتداء ہی میں ''گڈریا'' لکھ کر اپنا لوہا منوا لیا تھا۔ مگر بعد میں وہ ریڈیو اور ٹی وی کے ہو کر رہ گئے۔ اس کے باوجود اُن کے ادبی کارناموں کا

جہاں بھی تذکرہ ہوا ''گڈریا'' سرفہرست رہا۔ یہ بھی حقیقت سے قریب ترین کہانی ہے اور یادگار ہے۔

☆　احمد ندیم قاسمی　(۱۹۵۹ء)　''رئیس خانہ''(۹)

احمد ندیم قاسمی کا ''رئیس خانہ'' انسانی نفسیات، امیری غریبی کا کھیل اور مجبوریاں یعنی بہت کچھ لئے ہوئے ہے۔ یہ ناولٹ پہلی سطر سے اپنے اختتام تک قاری کو ایسے اپنی گرفت میں لیتا ہے کہ وہ اسے پڑھنے کے بعد تسلیم کر لیتا ہے کہ اُس نے بہت بڑے ادیب کو پڑھا ہے۔

☆　اے۔حمید　(۱۹۶۰ء)　''برفباری کی رات''(۱۰)

اے حمید نے یہ ناولٹ بڑے سیدھے سبھاؤ سے لاہور سے چند دوستوں کے مری تک کے سفر پر لکھا ہے۔ خوبصورت چونکا دینے والے جملے اور چھوٹے چھوٹے واقعات ساتھ ساتھ چلتے رہتے ہیں مگر اس کا اختتام بہت ہی متاثر کن ہے اور ایک بُرے انسان کے اندر چھپے اچھے انسان کی عظمت کو سامنے لاتا ہے۔

شفیق الرحمٰن　(۱۹۶۱ء)　''برساتی''(۱۱)

شفیق الرحمٰن کا اُسلوب لطیف طنز و مزاح سے لبریز ہوتا ہے اور یہ اُن کی تمام تحریروں کا خاصہ رہا ہے۔ ''برساتی'' اُن کے یورپ میں زمانۂ طالب علمی میں گزارے ہوئے دنوں کی سفرنامے کے انداز میں ایک کہانی ہے جو معلوماتی بھی ہے اور اپنے اسلوب کے لحاظ سے منفرد بھی ہے۔

☆　رحمان مذنب　(۱۹۶۲ء)　''باسی گلی''(۱۲)

رحمان مذنب کو ہم اُردو ادب میں طوائف کے موضوع پر اتھارٹی کہہ سکتے ہیں۔ اگر لاہور اور طوائف کا ذکر کسی نے بھرپور انداز میں پڑھنا ہو تو وہ اُسے رحمان مذنب کی تحریروں میں ملے گا۔ ''باسی گلی'' ایک علامتی نام ہے اور طوائف اور طوائفیت سے منسلک تمام لوگوں کے احوال کو سامنے لاتا ہے جو رکھ رکھاؤ اور تہذیبی عناصر ہمیں اُس دور اور رحمان مذنب کے اُسلوب میں ملتے ہیں وہ ہمیں اُن کی تحریروں کا اسیر بنا کے رکھ دیتے ہیں۔

☆　انتظار حسین　(۱۹۶۳ء)　''اللہ کے نام پر''(۱۳)

انتظار حسین کا ناولٹ ''اللہ کے نام پر'' یوں تو اُن کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتا ہے مگر اپنے اندر وہ تمام اجزائے ترکیبی لئے ہوئے ہے جو ایک بڑے ادیب کی تحریر کو شناخت اور اعتبار عطا کرتے ہیں۔

☆　جمیلہ ہاشمی　(۱۹۶۶ء)　''روہی''(۱۴)

جمیلہ ہاشمی، بہاول پور کے علاقے کی رہنے والی تھیں اور ''روہی'' صحرائی علاقے کا خوبصورت استعارہ ہے۔ جمیلہ ہاشمی کی وجہ شہرت تو آدم جی ایوارڈ یافتہ ''تلاشِ بہاراں'' ہے مگر اُن کا یہ ناولٹ بھی بہت معیاری کاوش ہے۔

☆　شوکت صدیقی　(۱۹۶۷ء)　''وہ اور اُس کا سایہ''(۱۵)

شوکت صدیقی اُردو ادب کے بہت بڑے افسانہ نگار تھے اور ناول نگار تو سب سے بڑے تھے۔ اُن

کا یہ ناولٹ ، ناولٹ نمبر ہی میں شائع ہوا۔ وہ مزدور اور غریب کی بات ہر جگہ کرتے ہیں اور یہی اُن کی پہچان اور انفرادیت ہے۔

☆　مجنوں گورکھپوری　　(۱۹۷۱ء)　　''سوگوار شباب''(۱۶)

مجنوں گورکھپوری بھی رومانوی تحریریں لکھنے والوں میں بڑا نام اور مقام رکھتے تھے۔ اُن کا یہ ناولٹ انسانی جذبات، اُن کے تقاضوں اور اثرات کو زیرِ بحث لاتا ہے اور آغاز سے انجام تک بڑی خوبی کے ساتھ چلتا ہے۔

☆　ظہیر ریحان/ ایاز عصمی　　(۱۹۷۲ء) ''آخر کب تک؟''(۱۷)

پاکستانی اُردو ناولٹ میں دو ادیبوں کے مشترکہ طور پر ناولٹ لکھنے کی یہ واحد مثال ہے۔ اسے ''سیپ'' کراچی کے ''ناولٹ نمبر'' کے لئے تحریر کیا گیا۔ یہ ایک علامتی اور نفسیاتی سی تحریر ہے۔

☆　رحمان مذنب　　(۱۹۷۳ء)　　''کوہسار زادے''(۱۸)

پاکستانی اُردو ادب کے سب سے بڑے ناولٹ نگار رحمان مذنب ہی ہیں۔ اُن کا یہ ناولٹ قبائلی علاقے کے حالات و واقعات سے اپنا منظر نامہ تشکیل کرتا اور کہانی اخذ کرتا ہے۔ اس میں انہوں نے طوائف سے ہٹ کر لکھنے کا تجربہ کیا ہے جو اپنی جگہ کامیاب ہے۔

☆　عزیز احمد　　(۱۹۸۲ء) ''جب آنکھیں آہن پوش ہوئیں''(۱۹)

عزیز احمد پر مغربی تہذیبی اثرات بہت نمایاں ہیں۔ وہ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر بھی رہے اس لئے اُن کا ویژن عام رائٹرز سے بہت ہٹ کر ہے۔ اُن کا یہ ناولٹ بھی اُن کے مخصوص اُسلوب کا پتہ دیتا ہے اور قاری کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔

☆　رحمان مذنب　　(۱۹۸۳)　　''زرینہ اور ہاشم''(۲۰)

اس ناولٹ میں بھی رحمان مذنب نے طوائف سے ہٹ کر لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اُن کا مطالعہ، مشاہدہ، تجربہ اور کرافٹ مل کر اُن کی ہر تحریر کو اہم بنا دیتے ہیں۔ اُن کا قلم بہت محتاط ہے مگر قاری کے ذہن کی ورزش کروانا کبھی نہیں بھولتا۔

☆　رحمان مذنب　　(۱۹۸۴ء)　　''بدر بہادر ڈکیت''(۲۱)

نام سے اس ناولٹ کی اہمیت اور خوبی واضح نہیں ہوتی مگر مطالعہ اسے ایک بڑا ناولٹ ثابت کرتا ہے۔ بالخصوص اس کا ڈرامائی انجام تو قاری سے بہت داد سمیٹتا ہے۔

☆　انور سجاد　　(۱۹۸۵)　　''جنم روپ''(۲۲)

انور سجاد نے علامتی افسانے اور کہانی کو بڑا فروغ دیا۔ اُن کا یہ ناولٹ بھی نفسیاتی اور علامتی ہے۔ کہانی کے بغیر اتنا بڑا ناولٹ لکھ جانا بذاتِ خود کمال کی بات ہے۔ اس ناولٹ کے کئی ٹکڑے تو بڑے خوبصورت ہیں۔

☆　بشریٰ رحمٰن　　(۱۹۸۷ء)　　''پے انگ گیسٹ''(۲۳)

بشریٰ رحمٰن کے اس ناولٹ کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کے ہیرو، ہیروئن چندے آفتاب، چندے ماہتاب نہیں ہیں۔ اُن کا تعلق مشرقی پاکستان سے ہے۔ یہ ناولٹ بھی اپنے اختتام کی طرف بڑھتا ہوا خوب سے خوب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

☆ سلمیٰ یاسمین نجمی　(۱۹۸۸ء)　''ہم نفس''(۲۴)

سلمیٰ یاسمین نجمی گو اُردو ادب کا معروف نام نہیں مگر اس ناولٹ کی حد تک وہ عظیم ادیبوں کی صف میں کھڑی ضرور نظر آتی ہیں۔ یہ افغانستان میں روس کی فوجی آمد کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ یہ ایک تحقیقی ناولٹ بھی ہے اور کہانی کی سطح پر دلچسپ بھی۔

☆ احمد عقیل روبی　(۱۹۹۰)　''چوتھی دنیا''(۲۵)

احمد عقیل روبی نے یہ علامتی انداز کا ناولٹ لکھا ہے جس میں انہوں نے جانوروں کی زبان سے انسانوں کے ساتھ مکالمہ کیا ہے بالخصوص گدھے کی زبان میں جسے ہم کم عقل تصور کرتے ہیں۔ یہ فکری دانش کے کئی پہلو لئے ہوئے ہے۔

☆ خان فضل الرحمٰن خاں　(۱۹۹۳ء)''غالب اور ڈومنی''(۲۶)

کسی تحریر میں علمیت ٹپکتی دیکھنی ہو تو وہ ''غالب اور ڈومنی'' پڑھ لے۔ خود مرزا غالب، خان فضل الرحمٰن خاں کی تحریر پڑھتے تو کھلے دل سے داد دیتے۔ غالب کو اُس کے عہد سمیت زندہ کر دینا خان صاحب کا کارنامہ ہے۔

☆ سلیم اختر　(۱۹۹۵ء)　''ضبط کی دیوار''(۲۷)

ڈاکٹر سلیم اختر جو بحیثیت نقاد زیادہ جانے جاتے ہیں انہوں نے یہ ناولٹ ایک نوجوان کی جنسی اور نفسیاتی کیفیات کے حوالے سے لکھا ہے۔ جس کا واسطہ ایک ایسی طوائف سے پڑتا ہے جس کے اندر مامتا تڑپ رہی ہے۔

☆ زاہدہ حنا　(۱۹۹۶ء)　''نہ جنوں رہا نہ پری رہی''(۲۸)

زاہدہ حنا کی پہچان تو کالم نگاری ہے مگر اس ناولٹ میں انہوں نے خود کو ایک بڑی فکشن رائٹر کے طور پر بھی منوا لیا ہے بلکہ کہیں کہیں تو وہ قرۃ العین حیدر جونیئر معلوم ہوتی ہیں۔ اس ناولٹ کی خوبصورتی اور خوبی پارسی رسم و رواج پر مصنفہ کی تحقیق اور مشاہدہ ہے جو اس ناولٹ کو انفرادیت عطا کرتی ہے۔

☆ غافر شہزاد　(۱۹۹۸ء)''لوک شاہی''(۲۹)

غافر شہزاد افسانہ نگار اور شاعر کے طور پر اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ اس ناولٹ میں انہوں نے گاؤں سے شہر آنے والے ایک نوجوان کے جذبات و احساسات کی کہانی بیان کی ہے جس کا جنون شہر کی چکا چوند یعنی روشنی ہے۔

☆ عمیرہ احمد　(۱۹۹۹)　''میری ذات ذرہ بے نشاں''(۳۰)

عمیرہ احمد بنیادی طور پر ناول نگار کے طور پر مشہور ہیں۔ اُن کا یہ ناولٹ اُن کی ابتدائی تحریروں میں سے ایک ہے۔ یوں تو یہ ایک روایتی کہانی ہے مگر اس میں نیا پن، نئے اسلوب سے بڑی فنکاری کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔

☆　طاہر جاوید مُغل　(۲۰۰۳ء)　''جذبۂ دَروں''(۳۱)

طاہر جاوید مغل، ڈائجسٹوں کے مشہور ترین رائٹرز میں شمار ہوتے ہیں۔ اُن کا یہ ناولٹ ایک رومانٹک ناولٹ ہے جس میں مصنف اپنے دل کا حال کھل کر اپنی محبوبہ سے بیان نہیں کر پاتا اور نتیجے میں اکیلا رہ جاتا ہے۔

☆　آغا گل　(۲۰۰۴ء)''بابو''(۳۲)

آغا گل نے بلوچستان میں افسانے کے حوالے سے بڑی شہرت پائی۔ اس ناولٹ میں انہوں نے ایک نوجوان کے جذبات کی بھرپور ترجمانی کی ہے جو زندگی میں نت نئے تجربات کر کے زندگی کو اپنے طریقے سے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

☆　مرزا حامد بیگ　(۲۰۰۵ء)　''تار پر چلنے والی''(۳۳)

مرزا حامد بیگ کی کہانی ''تار پر چلنے والی'' اصل میں ایک علامتی کہانی ہے اور مکالماتی انداز میں لکھی گئی ہے۔ حقیقت میں کسی تار پر چلنے والی کا کوئی وجود نہیں۔ مگر کرافٹ کی خوبی تو اس کہانی میں بھرپور طریقے سے اعلیٰ نثر کے ساتھ موجود ہے۔

☆　بانو قدسیہ　(۲۰۰۶ء)　''ایک دن''(۳۴)

بانو قدسیہ اُردو فکشن کا بہت بڑا نام ہیں۔ یہ ناولٹ ٹرین کے ایک سفر سے شروع ہوتا ہے اور ٹرین ہی پر ختم ہوتا ہے۔ اس سفر کے دوران جو، جو واقعات رونما ہوتے ہیں یا کردار جہاں قیام کرتے ہیں وہی اصل میں کہانی ہے۔

☆　آزاد مہدی　(۲۰۰۷ء)''اُس مسافر خانے میں''(۳۵)

آزاد مہدی شاعرانہ نثر لکھتے ہیں۔ علامتی بات کرتے ہیں۔ اُن کا ناولٹ: ''اُس مسافر خانے میں'' یوں تو ریلوے سٹیشن، ویٹنگ روم، پلیٹ فارم اور مسافروں سے متعلق نظر آتا ہے مگر اس میں پورا معاشرہ، اُس کے دُکھ اور مسائل در آئے ہیں۔ یہ جدید لب و لہجہ ابتداء میں نامانوس سا لگتا ہے مگر ایک وقت میں قاری کے دل کو چھونے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

☆　ژولیاں　(۲۰۰۹ء)　''ساغر''(۳۶)

فرانسیسی نژاد ژولیاں نے اُردو زبان سیکھ کر ''ساغر'' جیسا خوبصورت ادبی شہ پارہ تخلیق کر ڈالا جو مشہور درویش شاعر ساغر صدیقی کی کہانی ہے۔ ساغر صدیقی کے بارے میں اُن کی تحقیق اور پھر اُس کی فنکارانہ پیشکش دونوں ہی اپنی اپنی جگہ اہم اور لائقِ داد ہیں۔

☆　عبداللہ حسین　(۲۰۱۰ء)　''رات''(۳۷)

عبداللہ حسین کا ناولٹ کراچی کا منظر نامہ لئے ہوئے ہے۔ لو میرج کرنے والے دو یونیورسٹی سٹوڈنٹس کی کہانی ہے جسے ایک تیسرا کردار جو یونیورسٹی میں تو شکست کھا گیا تھا یونین کے صدر کے مقابلے میں مگر یونیورسٹی سے باہر نکل کر کامیاب آدمی بن جاتا ہے۔ یہ زندگی کے عروج و زوال کی تلخ کہانی ہے۔

☆ علی عباس جلالپوری (۲۰۱۱ء) ''پریم کا پنچھی پنکھ پسارے'' (۳۸)

علی عباس جلالپوری کی پہچان تو ایک مستند فلاسفر کی ہے جنہوں نے عالمی فلسفے اور فلسفیوں کو اچھی طرح سمجھا اور انہیں اُردو دان طبقے تک بہت سادہ طریقے سے منتقل کیا۔ اُن کا یہ ناولٹ رومانٹک اور تقسیم سے پہلے کی لبرل فضا سے تعلق رکھتا ہے۔ زبان و بیان پر اُن کی مکمل گرفت بتاتی ہے کہ اگر وہ اس میدان کو بھی وقت دیتے تو بہ طور فکشن رائٹر بھی بڑا نام پاتے۔

☆ صادق حسین (۲۰۱۲ء) ''ہیلن آف ٹرائے'' (۳۹)

یہ ناولٹ صادق حسین کے ضخیم افسانوی مجموعے کی دریافت ہے۔ اس کا مرکزی کردار ایک امیر زادی ہے جو نفسیاتی عارضے کے باعث خود کو ہیلن آف ٹرائے سمجھنے لگتی ہے۔ اُس کے گھر والے اُسے نارمل زندگی کی طرف لانا چاہتے ہیں۔ وہ اتفاقیہ طور پر ایک نوجوان سے ملتی ہے جو اُسے نارمل کر دیتا ہے۔

☆ ژولیاں (۲۰۱۳ء) میرا جی کے لئے (۴۰)

ژولیاں نے اپنا دوسرا ناولٹ لکھنے کے لئے اُردو ادب کی ایک اور بڑی شخصیت میرا جی کو منتخب کیا۔ میرا جی کا تعلق بھی ساغر صدیقی کی طرح لاہور سے تھا۔ وہ ایک ہندو لڑکی میرا سین کے عشق میں ایسے مبتلا ہوئے کہ اُن کا نام ہی ''میرا جی'' پڑ گیا اور یہ عشق اُن کی باقی ماندہ تمام زندگی پر چھایا رہا۔ میرا جی کی شاعری اصل میں میرا سین ہی کے لئے تھی۔ حُسن پرست اور جنسی رجحان تو وہ بچپن ہی سے رکھتے تھے۔ انہوں نے آل انڈیا ریڈیو دِلّی میں ملازمت بھی کی اور وہاں بھی اعلیٰ ادبی کام کیا۔ ژولیاں نے میرا جی کو بھی ہمارے سامنے زندہ سلامت لا کھڑا کیا ہے۔

☆ ڈاکٹر خالد سہیل (۲۰۱۴ء) ''دریا کے اُس پار'' (۴۱)

ڈاکٹر خالد سہیل یوں تو میڈیکل نفسیاتی ڈاکٹر ہیں مگر انہوں نے فکشن بھی لکھا ہے۔ اس ناولٹ میں انہوں نے کینیڈا میں ایک پاکستانی نژاد کو پیش آنے والے واقعات کے بارے میں لکھا ہے جو نفسیاتی مریض ہے اور ڈاکٹروں کی زیرِ ہدایت اُس کی نگرانی جاری ہے۔

☆ خالد علیم (۲۰۱۶ء) ''دائرے میں قدم'' (۴۲)

خالد علیم اُستاد شاعر کے طور پر اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ ''دائرے میں قدم'' اُن کا سوانحی ناولٹ ہے جسے اُن کی حقیقت نگاری نے پُر تاثیر اور یادگار بنا دیا ہے۔ ایک نوجوان کے زندگی کے بارے میں خواب، لااُبالی پن، زمانے کی بے رحمیاں اور پاکباز لوگوں کی پُرخلوص محبتیں، سبھی کچھ ہے اس خوبصورت ناولٹ کے اندر جو اپنے قاری کو آنکھ تک جھپکنے نہیں دیتا۔

حوالہ جات:

۱۔ قدرت اللہ شہاب، یا خدا، (لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)

۲۔ عزیز احمد، ہوس، (لاہور، مکتبۂ جدید، ۱۹۴۹ء)

۳۔ ابراہیم جلیس، چالیس کروڑ بھکاری، (کراچی، لارک پبلشرز، ۱۹۵۰ء)

۴۔ خاطر غزنوی، پھول اور پتھر، (لاہور، نیا ادارہ، ۱۹۵۲ء)

۵۔ اے۔حمید، جہاں برف گرتی ہے، (لاہور، ناشرین، ۱۹۵۳ء)

۶۔ غلام عباس، گوندنی والا تکیہ، (رامپور، کتاب کار پبلی کیشنز، ۱۹۵۴ء)

۷۔ امجد طفیل(مرتب)، کلیاتِ منٹو، "بغیر عنوان کے" کے ناولٹ (۱۹۵۵ء)، جلد سوم (افسانے)، ۲۰۱۳ء)

۸۔ حامد بیگ، مرزا، (مرتب) "اُردو افسانے کی روایت" اشفاق احمد، گڈریا ، (اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء)

۹۔ احمد ندیم قاسمی، سناٹا، (رئیس خانہ) ، لاہور، نیا ادارہ، ۱۹۵۴ء، مشمولہ: احمد ندیم قاسمی کے چالیس منتخب افسانے، (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء)

۱۰۔ اے۔حمید، برفباری کی رات، (لاہور، ناشرین، ۱۹۶۰ء)

۱۱۔ شفیق الرحمٰن، برساتی، ۱۹۶۱ء، مشمولہ: مجموعہ شفیق الرحمٰن، (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء)

۱۲۔ رحمان مذنب، باسی گلی، (لاہور، رحمان مذنب ادبی ٹرسٹ، ۲۰۰۲ء)
(مشمولہ: "ادبی دنیا" خاص نمبر ۹، دور پنجم، شمارہ نہم دسمبر ۱۹۶۲ء)

۱۳۔ انتظار حسین، اللہ کے نام پر، (لاہور، ادارہ ادبیاتِ نو، ۱۹۶۲ء)

۱۴۔ جمیلہ ہاشمی، روہی، (دہلی، سودلیتھو پریس، ۱۹۶۶ء)

۱۵۔ شوکت صدیقی، وہ اور اُس کا سایہ، مشمولہ "سیپ" (کراچی، ۱۹۶۷ء)

۱۶۔ مجنوں گورکھ پوری، سوگوار شباب، (کراچی، لارک پبلشرز، طبع دوم، ۱۹۷۱ء)

۱۷۔ ظہیر ریحان / ایاز عصمی ، آخر کب تک؟، مشمولہ "سیپ" شمارہ نمبر ۲۷، (کراچی، ۱۹۷۲ء)

۱۸۔ رحمان مذنب، کوہسار زادے، (لاہور، رحمان مذنب ادبی ٹرسٹ، (مذنب صدی)، ۲۰۱۵ء)

۱۹۔ عزیز احمد، جب آنکھیں آہن پوش ہوئیں، (رامپور، کتاب کار پبلی کیشنز، ۱۹۸۲ء)

۲۰۔ رحمان مذنب، رام پیاری (مجموعہ)، زرینہ اور ہاشم ، (لاہور، رحمان مذنب ادبی ٹرسٹ ۲۰۱۵ء)

(مشمولہ ماہنامہ ''نئی صدی'' لاہور، جنوری ۱۹۸۳ء)

۲۱۔ رحمان مذنب، بدر بہادر ڈکیت، (لاہور، رحمان مذنب ادبی ٹرسٹ، ۲۰۱۵ء)
(مشمولہ: ماہنامہ ''اُردو ڈائجسٹ'' لاہور، ۱۹۸۴ء)

۲۲۔ انور سجاد، جنم روپ، (لاہور، قوسین، ۱۹۸۵ء)

۲۳۔ بشریٰ رحمٰن، بے انگ گیسٹ (مجموعہ ناولٹ)، (لاہور، وطن دوست لمیٹڈ، ۱۹۸۷ء

۲۴۔ سلمٰی یاسمین نجمی، ہم نفس، (راولپنڈی، نظامی پبلشرز، ۱۹۹۴ء)

۲۵۔ احمد عقیل روبی، چوتھی دُنیا، (لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء)

۲۶۔ خان فضل الرحمٰن خاں، غالب اور ڈومنی (ناولٹ)، (لاہور، تقسیم کار دستاویز مطبوعات، ۱۹۹۳ء)

۲۷۔ سلیم اختر، ضبط کی دیوار، (لاہور، گورا پبلشرز، ۱۹۹۵ء)

۲۸۔ زاہدہ حنا، نہ جنوں رہا نہ پری رہی، (لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء)

۲۹۔ غافر شہزاد، لوک شاہی، (لاہور، ادراک پبلی کیشنز، باراوّل ۱۹۹۸ء)

۳۰۔ عمیرہ احمد، میری ذات ذرئہ بے نشاں، (لاہور، علم وعرفان پبلشرز، ۱۹۹۹ء)

۳۱۔ طاہر جاوید مغل، مجموعہ ''پرستش''، (ناولٹ: جذبۂ دروں)، (لاہور، علی میاں پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء)

۳۲۔ آغا گل، بابو، (لاہور، مکتبہ الحمرا، ۲۰۰۴ء)

۳۳۔ حامد بیگ، مرزا، تار پر چلنے والی، (اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء)

۳۴۔ بانو قدسیہ، ایک دن، (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء)

۳۵۔ آزاد مہدی، اُس مسافر خانے میں، (لاہور، تخلیقات، ۲۰۰۷ء)

۳۶۔ ژولیاں، ساغر، (لاہور، نگارشات، ۲۰۰۹ء)

۳۷۔ عبداللہ حسین، رات، (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء)

۳۸۔ علی عباس جلالپوری، پریم کا پنچھی پنکھ پسارے، (فیصل آباد، زرنگار بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۱ء)

۳۹۔ صادق حسین، ہیلن آف ٹرائے، (لاہور، بک ہوم، ۲۰۱۲ء)

۴۰۔ ژولیاں، تین ناولٹ، (کراچی، آج، ۲۰۱۳ء)

۴۱۔ خالد سہیل، ڈاکٹر، دریا کے اُس پار، (کراچی، سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۱۴ء)

۴۲۔ خالد علیم، دائرے میں قدم، (لاہور، دستاویز مطبوعات، ۲۰۱۶ء)

مآخذ:

۱۔ احمد، عزیز، جب آنکھیں آہن پوش ہوئیں، رامپور، کتاب کار پبلی کیشنز، ۱۹۸۲ء۔

۲۔ احمد، عزیز، ہوس، لاہور، مکتبۂ جدید، ۱۹۴۹ء۔

۳۔ احمد، عمیرہ، میری ذات ذرئہ بے نشاں، لاہور، علم و عرفان پبلشرز، ۱۹۹۹ء۔

۴۔ اختر، سلیم، ضبط کی دیوار، لاہور، گورا پبلشرز، ۱۹۹۵ء۔

۵۔ الرحمٰن، شفیق، برساتی، ۱۹۶۱ء، مشمولہ: مجموعہ شفیق الرحمٰن، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء۔

۶۔ اللہ شہاب، قدرت، یا خدا، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء۔

۷۔ اے۔حمید، برفباری کی رات، لاہور، ناشرین، ۱۹۶۰ء۔

۸۔ اے۔حمید، جہاں برف گرتی ہے، لاہور، ناشرین، ۱۹۵۳ء۔

۹۔ جاوید مغل، طاہر، مجموعہ ''پرستش''، (ناولٹ: جذبۂ دروں)، لاہور، علی میاں پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء۔

۱۰۔ جلیس، ابراہیم، چالیس کروڑ بھکاری، کراچی، لارک پبلشرز، ۱۹۵۰ء۔

۱۱۔ حامد بیگ، مرزا، تار پر چلنے والی، اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء۔

۱۲۔ حامد بیگ، مرزا، (مرتب) ''اُردو افسانے کی روایت'' اشفاق احمد، گڈریا، اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء۔

۱۳۔ حسین، انتظار، اللہ کے نام پر، لاہور، ادارہ ادبیاتِ نو، ۱۹۶۲ء۔

۱۴۔ حسین، صادق، ہیلن آف ٹرائے، لاہور، بک ہوم، ۲۰۱۲ء۔

۱۵۔ حسین، عبداللہ، رات، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء۔

۱۶۔ حنا، زاہدہ، نہ جنوں رہا نہ پری رہی، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء۔

۱۷۔ خالد سہیل، ڈاکٹر، دریا کے اُس پار، کراچی، سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۱۴ء۔

۱۸۔ رحمٰن، بشریٰ، پے انگ گیسٹ (مجموعہ ناولٹ)، لاہور، وطن دوست لمیٹڈ، ۱۹۸۷ء۔

۱۹۔ سجاد، انور، جنم روپ، لاہور، قوسین، ۱۹۸۵ء۔

۲۰۔ شہزاد، غافر، لوک شاہی، لاہور، ادراک پبلی کیشنز، باراوّل ۱۹۹۸ء۔

۲۱۔ صدیقی، شوکت، وہ اور اُس کا سایہ، مشمولہ ''سیپ'' کراچی، ۱۹۶۷ء۔

۲۲۔ ظہیر ریحان/ ایاز عصمی، آخر کب تک؟، مشمولہ ''سیپ'' شمارہ نمبر ۲۷، کراچی، ۱۹۷۲ء۔

۲۳۔ عباس جلالپوری، علی، پریم کا پنچھی پنکھ پسارے ، فیصل آباد، زرنگار بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۱ء۔

۲۴۔ عباس، غلام، گوندنی والا تکیہ، رامپور، کتاب کار پبلی کیشنز، ۱۹۵۴ء۔

۲۵۔ عقیل روبی، احمد، چوتھی دُنیا، لاہور، الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء۔

۲۶۔ علیم، خالد، دائرے میں قدم، لاہور، دستاویز مطبوعات، ۲۰۱۶ء۔

۲۷۔ غزنوی، خاطر، پھول اور پتھر، لاہور، نیا ادارہ، ۱۹۵۲ء۔

۲۸۔ فضل الرحمٰن خاں، خان، غالب اور ڈومنی (ناولٹ)، لاہور، تقسیم کار دستاویز مطبوعات، ۱۹۹۳ء۔

۲۹۔ قدسیہ، بانو، ایک دن، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء۔

۳۰۔ گورکھ پوری، مجنوں، سوگوار شباب، کراچی، لارک پبلشرز، طبع دوم، ۱۹۷۱ء۔

۳۱۔ گُل، آغا، بابو، لاہور، مکتبہ الحمرا، ۲۰۰۴ء۔

۳۲۔ مذنب، رحمان، بدر بہادر ڈکیت، لاہور، رحمان مذنب ادبی ٹرسٹ، ۲۰۱۵ء۔

۳۳۔ مذنب، رحمان، باسی گلی، لاہور، رحمان مذنب ادبی ٹرسٹ، ۲۰۰۲ء۔

۳۴۔ مذنب، رحمان، رام پیاری (مجموعہ)، زرینہ اور ہاشم ، لاہور، رحمان مذنب ادبی ٹرسٹ ۲۰۱۵ء۔

۳۵۔ مذنب، رحمان، کوہسار زادے، لاہور، رحمان مذنب ادبی ٹرسٹ، (مذنب صدی)، ۲۰۱۵ء۔

۳۶۔ مہدی، آزاد، اُس مسافر خانے میں، لاہور، تخلیقات، ۲۰۰۷ء۔

۳۷۔ ہاشمی، جمیلہ، روہی، دہلی، سودیلیتھو پریس، ۱۹۶۶ء۔

۳۸۔ یاسمین نجمی، سلمٰی، ہم نفس، راولپنڈی، نظامی پبلشرز، ۱۹۹۴ء۔

☆☆☆